

11 ایس سی آر

سپریم کورٹ رپورٹس

133

یکم مارچ 1961

از عدالت اعظمی

ڈونلڈ میرانڈا

بنام

کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی سٹی-II

(اور نسلک اپیلیں)

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز۔)

انکم ٹیکس۔ اضافی منافع ٹیکس کی واپسی۔ انکم ٹیکس کی ذمہ داری۔ مالی سال کے لئے کاروباری منافع کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا۔ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ 1940 (15 آف 1940)، دفعہ 12 (1)۔ انڈین فائننس ایکٹ، 1946 (7 آف 1946)، دفعہ 11 (11)۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 (11 آف 1922)، دفعات 10، 12۔

درخواست گزار ایک رجسٹرڈ فرم میں شراکت دار تھے جسے 24 مارچ 1945 کو تحلیل کر دیا گیا تھا۔ ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی نے 25 مارچ 1945 سے فرم کے کاروبار میں کامیابی حاصل کی۔ یکم اپریل 1944 سے 24 مارچ 1945 تک مالی مدت کے لئے، فرم کو اضافی منافع ٹیکس ایکٹ 1940 کے تحت اضافی منافع ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس نے انڈین فائننس ایکٹ 1942 کی دفعہ 10 اور اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس، 1943 کی دفعہ 2 کے تحت مطلوبہ رقم جمع کرائی تھی، اور ان دفعات کے مطابق اضافی منافع ٹیکس کے ایک حصے کی ادائیگی کا حق دیا گیا تھا۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 25 (4) کے تحت انکم ٹیکس افسر کے سامنے اپیل گزار کے اس دعوے کی اجازت تھی کہ یکم اپریل 1944 سے 24 مارچ 1945 کے درمیان کی مدت کے دوران فرم کے منافع پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا گیا تھا، لیکن ان کی درخواست تھی کہ

اضافی منافع ٹیکس کی واپسی کی رقم کاروباری منافع ہے اور اسی طرح ٹیکس سے مستثنیٰ ہے، کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے ایک حوالہ پر یہ موقف اختیار کیا کہ واپس کی گئی رقم دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی ہے جو انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 12 کے تحت قابل ٹیکس ہے اور اس کے بعد اپیل گزار اس ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے فوائد کے حقدار نہیں ہیں۔

کہا گیا ہے کہ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ 1940 کی دفعہ 12(1) اور انڈین فائننس ایکٹ، 1946 کی دفعہ 11(11) کے پیش نظر، واپس کی گئی رقم انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کے مقاصد کے لئے کاروبار سے ہونے والی آمدنی تھی، اور اس نے اپنا کردار نہیں کھویا جو ڈپازٹ سے پہلے تھا۔ یہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت آتا ہے اور اس لئے اسے سی ٹی کی دفعہ 25(4) کے تحت مستثنیٰ تھا۔

میک گریگور اینڈ بالفور لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، بنگال (1959) 36 آئی ٹی آر 65 اور اے اینڈ ڈبلیو نیسبٹ لمیٹڈ بنام مچھل، (1926) 11 ٹی سی 211 پر بھروسہ کیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1960 کی دیوانی اپیل نمبرات 173 تا 175 -

بمبئی ہائی کورٹ کے 11 مارچ 1958 کے فیصلے اور احکامات کی اپیلیں 1957 کے آئی ٹی آر نمبر 36 میں کی گئیں۔

اے وی وشونا تھ شاستری، سی ایم دباش اور جی گوپالا کرشنن، اپیل کنندگان کیلئے۔

کے این راج گوپال شاستری اور ڈی گپتا، جواب دہندگان کیلئے۔

یکم مارچ 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس کپور: یہ تین اپیلیں انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 (جسے بعد میں 'ایکٹ' کہا جاتا ہے) کی دفعہ 66 اے (2) کے تحت 1957 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 36 میں بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے اور احکامات کے خلاف ہیں۔

اگرچہ اسی حکم کے خلاف اپیلوں کی تعداد تین ہے کیونکہ فرم کے ہر حصہ دار نے ایک الگ اپیل لائی ہے۔ یہ فرم بمبئی میں شراب کے تاجروں کا کاروبار کر رہی تھی اور یکم اپریل 1939 سے پہلے وجود میں آئی تھی۔ اس فرم کو 1918 کے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعات کے تحت انکم ٹیکس کے لئے جانچا گیا تھا۔ یہ فرم جو 1922 کے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعات کے تحت رجسٹرڈ تھی (اس کے بعد اسے ایکٹ کہا جاتا ہے) 24 مارچ 1945 کو تحلیل کر دیا گیا تھا، اور اس کے اگلے دن یعنی 25 مارچ 1945 سے، ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی جو ایس ایس مرانڈا اینڈ کمپنی لمیٹڈ ہے، فرم کے کاروبار میں کامیاب ہو گئی۔ ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے تحت یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یکم اپریل 1944 سے 24 مارچ 1945 کے درمیان رجسٹرڈ فرم کے منافع پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا گیا تھا۔ یکم اپریل 1944 سے 24 مارچ 1945 تک قابل وضع مالی مدت کے سلسلے میں، رجسٹرڈ فرم پر اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، 1940 کے تحت اضافی پروفٹ ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ اس نے فائننس ایکٹ، 1942 کے دفعہ 10 اور اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس، 1943 کے دفعہ 2 کے تحت کچھ رقم بھی ضروری طور پر جمع کرائی۔ ان شقوں کے مطابق فرم اضافی منافع ٹیکس کے ایک حصے کی ادائیگی کی حقدار بن گئی جس کی رقم 2,35,704 روپے تھی۔ تین اپیلوں میں متعلقہ اپیل کنندگان کے حصص میں جیمز میرانڈا 58,926 روپے، ڈونلڈ میرانڈا 58,926 روپے اور مسز کے کیو میرانڈا 1,17,854 روپے شامل ہیں۔ عرضی میں کہا گیا تھا کہ یہ رقم دوبارہ فنڈ کی گئی، کاروباری منافع ہے اور اس لیے ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے تحت ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ انکم ٹیکس افسر نے اس درخواست کو مسترد کر دیا اور ہر اپیل گزار کے حصے کا تخمینہ انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس میں لگایا گیا تھا اور بقیہ رقم کٹوتی کے بعد اس نے ہر شراکتدار کو ادا کی تھی لیکن انہوں نے درخواست گزاروں کی کل کاروباری آمدنی کو شامل کر کے ٹیکس پر لاگو شرح کا حساب لگایا جو ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے تحت مستثنیٰ تھا۔ اپیل پر اس تخمینے کی تصدیق کی گئی لیکن مزید اپیل پر انکم ٹیکس اپیلیٹ کا حد اختیار نے کہا کہ جو رقم واپس کی گئی وہ کاروبار سے ہونے والی آمدنی تھی اور اس لئے اسے ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے تحت انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ انکم ٹیکس کمشنر کے کہنے پر ٹریبونل نے ہائی کورٹ کی رائے کے لئے قانون کے مندرجہ ذیل سوال کا حوالہ دیا:

سوال یہ ہے کہ کیا انڈین فائننس ایکٹ 1942 کی دفعہ 10 یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس 1943 کی دفعہ 2 کے تحت مرکزی حکومت کی جانب سے کیے گئے اضافی منافع ٹیکس کی ادائیگی انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے مقاصد کے لیے کاروبار سے حاصل ہونے والا منافع ہے؟

بائی کورٹ نے کہا کہ اس طرح واپس کی گئی رقم ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت قابل ٹیکس دیگر ذرائع سے ہونے والی آمدنی ہے اور اس لئے اپیل گزار اس ایکٹ کی دفعہ 25(4) کے فوائد کے حقدار نہیں ہیں۔ ٹیکس کی نوعیت کے بارے میں فاضل چیف جسٹس نے کہا:

واضح طور پر مقننہ کا نظریہ یہ تھا کہ اس آمدنی کو ایک قانونی آمدنی کے طور پر سمجھا جانا چاہئے۔ اس کے نتائج لازمی طور پر قانونی آمدنی ہونے کی وجہ سے کم ہونے چاہئیں۔

درخواست گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ واپس کی گئی رقم آمدنی، منافع اور کاروبار سے حاصل ہونے والا منافع ہے اور یہ قانون کی دفعہ 10 کے تحت آتا ہے اور اس قانون کی دفعہ 25(4) کے تحت مستثنیٰ ہے۔ اس سوال کے تعین کے لیے اضافی منافع ٹیکس ایکٹ 1940 اور فائننس ایکٹ 1946 کی متعلقہ دفعات کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 12(1) درج ذیل تھی:

دفعہ 12(1): دفعہ 11 یا دفعہ 11 اے کی دفعات کے تحت ریلیف کے ذریعے کسی کاروبار کے حوالے سے ادا کیے جانے والے اضافی منافع ٹیکس کی رقم کو انکم ٹیکس یا سپر ٹیکس کے مقاصد کے حساب سے اس کاروبار کے منافع اور نفع کا حساب لگانے میں، اس مدت میں ہونے والے اخراجات کے طور پر کٹوتی کی اجازت دی جائے۔

انڈین فائننس ایکٹ 1946 کی دفعہ 11(11) کے متعلقہ حصے میں کہا گیا ہے:

انڈین فائننس ایکٹ، 1942 کی دفعہ 10 یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس، 1943 کی دفعہ 2 کی دفعات کے تحت کسی بھی قابل چارج اکاؤنٹنگ مدت کے دوران ادا کی گئی اضافی منافع ٹیکس کی رقم کو انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کے مقاصد کے لئے آمدنی سمجھا جائے گا، اور اس ایکٹ کی دفعہ 34 کی دفعات کے باوجود، پچھلے سال کی آمدنی کے طور پر سمجھا جائے گا جس میں قابل وضع مالی مدت شامل ہے یا شامل ہے جس کے سلسلے میں مذکورہ رقم قابل ادائیگی ہے:

بشرطیکہ کسی بھی منافع کے سلسلے میں ادا کی جانے والی ایسی کوئی بھی رقم جو متحد سلطنت برطانیہ میں نافذ العمل قانون کے تحت اضافی منافع ٹیکس کے لئے بھی قابل تخمینہ ہے، انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی تشخیص کے مقصد سے پچھلے سال کی آمدنی کے طور پر سمجھا جائے گا جس کے دوران ادائیگی کی جاتی ہے۔"

فائننس ایکٹ، 1942 کی دفعہ 10(1) یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس، 1943 کی متعلقہ دفعات کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے۔ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 12(1) سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی

قابل وصول مالی مدت کے لئے کسی کاروبار کے سلسلے میں ادا کیے جانے والے اضافی منافع ٹیکس کی رقم ایک قابل قبول خرچ تھا۔ انڈین فائننس ایکٹ 1946 کی دفعہ 11(11) کے تحت انڈین فائننس ایکٹ، 1942 یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس، 1943 کی دفعہ 2 کے تحت واپس کیے گئے اضافی منافع کو آمدنی سمجھا جاتا تھا اور اسے پچھلے سال کی آمدنی سمجھا جاتا تھا جس میں قابل وضع مالی مدت بھی شامل تھی جس کے سلسلے میں مذکورہ رقم قابل ادائیگی تھی۔ اس طرح ایکٹ کی دفعہ 34 کے باوجود، ادا کی گئی رقم کو پچھلے سال کے لئے ایکٹ کے مقاصد کے لئے آمدنی کے طور پر سمجھا جانا تھا۔

اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کے دیباچہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس ایکٹ کا مقصد کچھ کاروباری اداروں سے پیدا ہونے والے پروفٹس پر ٹیکس لگانا تھا۔ لہذا جب اضافی منافع ٹیکس پر جمع کیے گئے ٹیکس کا کوئی حصہ فائننس ایکٹ 1942 یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس 1943 کی دفعات کے تحت واپس کیا جاتا ہے تو لازمی طور پر اس کا معیار وہی ہوتا ہے جو ٹیکس کی ادائیگی سے پہلے وصول کی جانے والی رقم ان ایکٹ کی دفعات کے تحت ہوتا تھا۔ اس عدالت کے فیصلے میں میک گریگور اینڈ بالفور لمیٹڈ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال نے ٹیکس دہندگان کے ذریعہ ریفرنڈ کے طور پر وصول کی گئی رقم کو ایکٹ کے مقصد کے لئے آمدنی قرار دیا تھا اور تخمینہ کے لئے اسے پچھلے سال کی آمدنی سمجھا جاتا تھا۔ اس معاملے میں انگریزی انکم ٹیکس ایکٹ 1918 (8 اور 9 Geo.v, C.40) کے شیڈول ڈی کے کیس 1 اور 2 پر لاگو قوانین کی آر (1) R.4 کا حوالہ دینے کے بعد، یہ مشاہدہ کیا گیا:

”ہر معاملے میں قانون سازی کا مقصد اور مقصد ایک ہی ہے، اور اگرچہ دونوں دفعات اپسیمیوربا نہیں ہیں، لیکن وہ کافی حد تک ایک ہی الفاظ میں ہیں اور پری ماٹیریا میں بھی ہے.....“

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دونوں دفعات کے پیچھے کا ارادہ ایک ہی ہے اور زبان کافی حد تک ایک جیسی ہے۔

اس طرح اس عدالت کی رائے تھی کہ انڈین فائننس ایکٹ 1946 کی دفعہ 11(14) میں مقننہ کا ارادہ ایک ہی تھا، جو اس معاملے میں لاگو دفعہ تھا اور انگریزی انکم ٹیکس ایکٹ کی قاعدہ 4(1) کی دفعہ ایک ہی تھی۔ فائننس ایکٹ 1946 کی دفعہ 11(11) اور اس ایکٹ کی دفعہ 11(14) کے عملی الفاظ تقریباً ایک جیسے ہیں۔

اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اضافی منافع ٹیکس کی رقم اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 1(1) کے

تحت ٹیکس دہندگان کے کاروباری منافع کی گنتی کے مقصد کے لئے ایک قابل قبول کٹوتی تھی اور جب اسے یا اس کا ایک حصہ واپس کیا جاتا ہے تو اسے ٹیکس دہندہ کی آمدنی سمجھا جاتا تھا۔ جب اسے مرکزی حکومت کے پاس جمع کرایا گیا تھا تو یہ ٹیکس دہندگان کے کاروبار کے منافع کا ایک حصہ تھا اور جب اسے ٹیکس دہندگان کو واپس کر دیا جاتا ہے تو اسے کاروبار کے منافع کا حصہ ہونے کے کردار میں بحال کیا جانا چاہئے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی نوعیت صرف اس وجہ سے تبدیل ہوتی ہے کہ اسے فائننس ایکٹ یا اضافی منافع ٹیکس آرڈیننس کی کچھ دفعات کے نتیجے میں واپس کیا جاتا ہے۔ اس کی فطرت وہی رہتی ہے۔ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت ڈپازٹ کا اثر ایسا تھا جیسے کاروباری منافع کا ایک حصہ لے کر مرکزی حکومت کے خزانے میں جمع کرایا گیا تھا اور پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ رقم جمع کرائی گئی ہے تو اس کا ایک حصہ واپس کر دیا گیا۔ سرکاری خزانے میں رکھے جانے سے یہ وہ نہیں رکنا جو پہلے تھا یعنی کسی کاروبار کا منافع۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کے دیباچے سے ہی یہ واضح ہے کہ یہ کچھ کاروباروں سے حاصل ہونے والے منافع پر عائد ٹیکس تھا۔ کمشنر کی جانب سے دلیل دی گئی کہ ٹیکس کاروبار کے منافع سے نہیں بلکہ منافع کے حوالے سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ غیر اہم ہے۔ یہ اس رقم پر چارج، لیوی اور ادا کیا گیا تھا جس کے ذریعہ کسی بھی قابل وضع مالی مدت کے دوران منافع معیاری منافع سے زیادہ تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کسی کاروبار کے منافع سے لیا گیا حصہ نہیں تھا تو یہ محض الفاظ کے ساتھ جھگڑنا ہوگا۔

کیس میں میک گریگور اور بالفور لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس اس عدالت نے منظوری کے ساتھ اے اینڈ ڈبلیو نیسیٹ لمیٹڈ بنام مچل میں ماسٹر آف دی رولز کے مشاہدے کا حوالہ دیا۔ جہاں کہا گیا تھا:—

”لیکن اس ادائیگی کے سلسلے میں کیا کیا جاتا ہے؟

یہ وراثت نہیں ہے، یہ ایک ایسی رقم نہیں ہے جو آسمان سے گری ہے۔ یہ ایک ایسی رقم ہے جو واپس کی جاتی ہے کیونکہ پوری مدت کے دوران کمپنی کی طرف سے ریونیو حکام کو بہت بڑی رقم ادا کی گئی تھی جس کے دوران اضافی منافع ڈیوٹی ادا کی گئی تھی، اور اس رقم کا مطلب ہے اور اس کا مقصد اس رقم کی ادائیگی ہے جو ان کی تجارت کے اضافی منافع پر وصول کردہ ڈیوٹی کے سلسلے میں ادا کی گئی تھی۔ لہذا یہ بات درست ہے کہ کمپنی نے اپنی تجارت کے دوران جو منافع کمایا تھا، اس میں سے جو منافع حاصل کیا گیا تھا، اس میں سے جو منافع حاصل کیا گیا تھا، اس میں سے جو منافع حاصل کیا گیا تھا، وہ انکم ٹیکس کے تابع تھا اور اضافی منافع منافع کی ڈیوٹی کے تابع تھا، اور یہی اس ادائیگی کا کردار ہے جو کیا گیا ہے۔“

جمع کی گئی رقم اپنا کردار کھوئے بغیر واپس آتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انگریزی قاعدے

کے الفاظ کو اس سال کے منافع کے طور پر سمجھا جائے گا جس میں ادائیگی وصول کی جاتی ہے، اور انڈین فائننس ایکٹ، 1946 کی دفعہ 11(11) میں، اس رقم کو پچھلے سال کی آمدنی کے طور پر سمجھا جانا چاہئے لیکن جیسا کہ اس عدالت نے بالفور اور میک گریگور کیس میں نشاندہی کی ہے۔ دونوں دفعات کے پیچھے کی نیت ایک ہی ہے اور یہاں تک کہ دونوں دفعات میں استعمال ہونے والی زبان بھی ایک جیسی ہے۔

کمشنر کے وکیل نے ہماری توجہ کرہے کے ٹرسٹیز بمقابلہ کی طرف مبذول کرائی۔ ان لینڈ ریونیو کے کمشنر ز اور یہ عرض کیا گیا کہ لارڈ چانسلر نے صفحہ نمبر 329 پر کہا ہے کہ اس طرح وصول کی گئی رقم کا تخمینہ شیڈول 'ڈی' کے کیس 6 کے تحت کیا جانا چاہیے۔ ڈنفرم لائن کے لارڈ شانے نے صفحہ 332 پر کہا کہ ادائیگی کو ادائیگی کے سال کے لئے تجارتی منافع کے طور پر سمجھا جانا تھا اور اس لئے شیڈول 'ڈی' کے تحت اس کا تخمینہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی یہ بھی رائے تھی کہ مقدمہ ششم کے تحت فرد جرم عائد کی جانی چاہیے۔ لارڈ سمنر نے کہا کہ یہ فیصلہ کرنا ایک معمولی معاملہ بن گیا ہے کہ کیس 1 یا کیس 6 کے تحت چارج کیا جانا ہے یا نہیں لیکن یہ مدعا علیہ (انکم ٹیکس کے کمشنر) کے لئے بہت کم تسلی کی بات ہے کیونکہ کیس 6 سالانہ منافع اور منافع کے سلسلے میں ٹیکسوں سے بھی نمٹ رہا تھا جو دوسرے معاملات میں سے کسی ایک میں نہیں آتا ہے۔

ہماری رائے میں واپس کی گئی رقم نے اپنا کردار نہیں کھویا جو جمع سے پہلے تھا اور اس لئے یہ سمجھنا غلط نظریہ ہے کہ آمدنی کا تخمینہ ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت لگایا گیا تھا نہ کہ دفعہ 10 کے تحت۔ اگر یہ دفعہ 10 کے تحت آنے والی آمدنی تھی، جیسا کہ ہماری رائے میں تھا، تو درخواست گزار قانون کی دفعہ 25(4) کا فائدہ حاصل کرنے کے حقدار تھے اور یہ رقم ٹیکس کے قابل نہیں تھی۔

لہذا اپیلوں کو اخراجات کے ساتھ اجازت دی جاتی ہے۔ ایک سماعت کی فیس۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔